بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیعت کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

ایک نو مسلم کا سوال ہے کہ لوگ کہتے ہیں مجھے بیعت کرلینی چاہیے، تو رہنمائی فرمائیں کہ بیعت کیا ہے؟ اور مجھے اس کی ضرورت کیوں ہے؟

جواب

اسلام کی مرکزی اور بنیادی تعلیم یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے، اس کے احکامات کی اطاعت کرے اور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے، اسی کے ساتھ اسلام یہ بھی سکھاتا ہے کہ انسان نہ صرف اپنے ظاہر کو سنوارے بلکہ اپنے باطن کی بھی اصلاح کرے، گناہوں سے بچے اور نیکی و تقویٰ کی راہ اختیار کرے۔ اس مرکزی حکم پر عمل کے لیے علم دین حاصل کرنا، کسی نیک شخص کی صحبت اختیار کرنا بہت مفید ذرائع ہیں۔ بیعت کا بنیادی اور حقیقی مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کسی کامل رہنما سے نیکی میں اطاعت کرنے کا پختہ وعدہ کرکے اس کی تربیت میں رہ کر اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے رسولِ خدا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صحبت سے علم اور عمل سیکھا اور دنیا کے نہایت کامل انسان بنے اور عمومی صحبت کے حصول کے علاوہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے مختلف مواقع پر نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دستِ اقدس پر بیعت کی جو مختلف امور میں اطاعت کرنے کا پختہ وعدہ تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: ”بیشک جولوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“ (سورۃ الفتح، پارہ 26، آیت 10)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کی سنت ہے، خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعتِ تقویٰ، یا بیعت توبہ، یا بیعت اعمال وغیرہ۔“ (تفسیر صراط الجنان، جلد 9، صفحہ 360، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بیعت کیا ہے؟

بیعت یہ ہے کہ انسان کسی پیرِ کامل کے ہاتھ پر اپنے پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کرے، آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور اس کی رہنمائی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

بیعت کی ضرورت کیوں؟

بیعت کا اصل مقصد تزکیۂ نفس، اصلاحِ باطن اور قربِ الٰہی کا حصول ہے، تو جس طرح دنیاوی علوم و فنون میں استاد کی تربیت ضروری ہوتی ہے، اسی طرح دینی معاملات میں بھی رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے، خصوصاً باطنی امور جیسے ریا، حسد اور تکبر وغیرہ انسان کے باطن کی ایسی پوشیدہ بیماریاں ہیں جن سے انسان اکثر بے خبر رہتا ہے، بلکہ بسا اوقات وہ اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا باطنی امراض کی پہچان اور اصلاح کے لیے ایک مرشدِ کامل کی ضرورت ہوتی ہے جو انسان کو اس کے باطنی عیوب سے آگاہ کرے اور اصلاح کی راہ دکھائے۔

اس حقیقت کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ میڈیکل سائنس میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ محض میڈیکل کی کتابیں پڑھ لینے سے انسان خود علاج نہیں کر سکتا، بلکہ کسی بھی بیماری کی درست پہچان (Diagnosis) کے لیے ایک ماہر ڈاکٹر (Doctor) کی ضرورت ہوتی ہے جو مریض کی علامات کو دیکھ کر مرض پہچانے اور اس کے مطابق علاج تجویز کرے۔ اسی طرح باطنی امراض کے علاج اور قلب کی اصلاح کے لیے بھی ایک مربّی و رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔

چنانچہ حقائق عن التصوف میں ہے: "وهؤلاء الوراث المرشدون صحبتهم ترياق مجرب، والبعد عنهم سم قاتل، هم القوم لا يشقى بهم جليسهم؛ مرافقتهم هي العلاج العملي الفعال لإصلاح النفوس، وتهذيب الأخلاق، وغرس العقيدة، ورسوخ الإيمان، لأن هذه أمور لا تنال بقراءة الكتب، ومطالعة الكراريس، إنما هي خصال عملية وجدانية، تقتبس بالاقتداء، وتنال بالاستقاء القلبي والتأثر الروحي. ومن ناحية أخرى، فكل إنسان لا يخلو من أمراض قلبية، وعلل خفية لا يدركها بنفسه، كالرياء والنفاق والغرور والحسد، والأنانية وحب الشهرة والظهور، والعجب والكبر والبخل، بل قد يعتقد أنه أكمل الناس خلقاً، وأقومهم ديناً، وهذا هو الجهل المركب، والضلال المبين۔۔۔ فإذا ثبت في الطب الحديث أن الإنسان لا يستطيع أن يطبب نفسه بنفسه ولو قرأ كتب الطب، بل لا بد له من طبيب يكشف خفايا علله، ويطلع على ما عمي عليه من دقائق مرضه، فإن الأمراض القلبية، والعلل النفسية أشد احتياجاً للطبيب المزكي، لأنها أعظم خطراً، وأشد خفاء وأكثر دقة ولهذا كان من المفيد عملياً تزكية النفس والتخلص من عللها على يد مرشد كامل مأذون بالإرشاد، قد ورث عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم العلم والتقوى وأهلية التزكية والتوجيه" ترجمہ: مفہوم اوپر گزر چکا۔ (حقائق عن التصوف، صفحہ 42 تا 46، مطبوعہ دار العرفان، سوریۃ)

نوٹ: یہ یاد رہے کہ انسان جس کے ہاتھ پہ بیعت کر رہا ہے، اس پیر میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے: (۱) صحیح العقیدہ سنی ہو (۲) اپنی ضرورت کے مسائل جانتا ہو (۳) اس کا سلسلہ باتصالِ صحیح حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک پہنچتا ہو (۴) فاسقِ معلن نہ ہو۔ جس میں مذکورہ شرائط میں سے ایک بھی کم ہو، تو وہ پیر بننے کا اہل ہی نہیں، اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا، بے معنیٰ اور ممنوع ہے، اگر ایسے شخص کی بیعت کر لی تو اس کو ختم کرنا لازم ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء: 24 رمضان المبارک 1447ھ/14 مارچ 2026ء